سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۸۹

دلِ شکستہ کی قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلۂ مواعظِ حسنہ نمبر ۸۹

دلِ شکستہ کی قیمت

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

یہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے

بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : دلِ شکستہ کی قیمت

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۴ ذوقعدہ ۱۴۰۸؁ھ مطابق یکم جولائی ۱۹۸۸؁ء بروز جمعۃ المبارک

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲ شعبان المعظم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۲۱ مئی ۲۰۱۵؁ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

عنوانات

اِنَّا لِلّٰہِ...الخ کن مواقع پر پڑھنا سنت ہے؟ ۵
حالتِ قبض حالتِ بسط سے افضل ہے ۸
دلِ نامراد کی مقبولیت ۹
تسلیم ورضا سے غم لذیذ ہو جاتے ہیں ۱۰
قبولیتِ دعا کی چار صورتیں مع تمثیل ۱۱
دعا محبوبِ حقیقی سے گفتگو ہے ۱۲
دعا مانگنے والے کا مقام ۱۲
صحابہ پر رحمت کا نزول ۱۵
شکست کے اسرار ۱۶
صحابہ کے دنیا کی لالچ سے پاک ہونے کا ثبوت ۱۸
ناقدین صحابہ پر بے وقوفی کی قرآنی مہر ۱۸
لفظ حَلِیْم سے عجیب استدلال ۱۹
اسم اعظم تَوَّاب اور رَحِیْم کا ربط ۲۰
اسم اعظم عَزِیْز اور غَفُوْر کا ربط ۲۰
نظر بازی اور حسن پرستی کا بھیانک عذاب ۲۱
نفس مردانہ حملے سے مغلوب ہوتا ہے ۲۲
دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کا نسخہ ۲۳
نفس کی دوزخ کو کیا چیز بجھاتی ہے؟ ۲۴
حسینوں کا عشق عذابِ الٰہی ہے ۲۵
مسلمان بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی ۲۶
خواتین کو شوہروں کے اکرام کی نصیحت ۲۹

www.khanqah.org

دلِ شکستہ کی قیمت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى، اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ[1]

وَقَالَ تَعَالٰى: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[2]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا بَأْسَ بِالْغِنٰى لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ[3]

وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنِ اتَّقَى اللّٰهَ عَاشَ قَوِيًّا وَسَارَ فِيْ بِلَادِهٖ اٰمِنًا[4]

اِنَّا لِلّٰهِ... الخ کن مواقع پر پڑھنا سنت ہے؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ابھی آپ کو سنائے جائیں گے لیکن اس سے پہلے ایک سنت کی تعلیم دیتا ہوں۔ جب چراغ بجھ جاتا تھا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّا لِلّٰه پڑھتے تھے، کانٹا چبھ جائے، جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے یا

۱؎ الانعام:۱۲۰

۲؎ الانفال: ۳۴

۳؎ شعب الایمان:۲/۴۴۴،۴۴۵(۱۱۸۸)،مکتبۃ الرشد

۴؎ الجامع الصغیر للسیوطی:۲/۵۰۶(۸۲۹۸)،دار الکتب العلمیۃ بیروت

چراغ بجھ جائے ان سب مواقع پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا ثابت ہے۔ علامہ آلوسی السید محمود بغدادی نے اپنی کتاب تفسیر روح المعانی میں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ[٥] کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے:

كُلُّ مَا يُؤْذِى الْمُؤْمِنَ فَهُوَ مُصِيْبَةٌ لَهٗ وَ اَجْرٌ[٦]

ہر وہ چیز جس سے مؤمن کو تکلیف پہنچے مصیبت ہے اور اس پر مؤمن کے لیے اجر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن کو جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھ لے۔ آج کل تو لوگ موت ہی پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے ہیں، اگر کسی اور موقع پر کسی نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھ لیا تو سب گھبرا جاتے ہیں کہ بھئی! کس کا انتقال ہو گیا، حالاں کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ جو بات مؤمن کو تکلیف دے وہ مصیبت ہے اور اس پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھنا سنت ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان مواقع پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھا کرتے تھے: عِنْدَ انْطِفَآءِ السِّرَاجِ۔ انطفاء بجھنے کو کہتے ہیں یعنی چراغ کے بجھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّا لِلّٰہ پڑھا کرتے تھے، وَ عِنْدَ لَسْعِ الْبَعُوْضَةِ جب مچھر کاٹتا تھا تو اس وقت بھی اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے تھے، عِنْدَ انْقِطَاعِ الشَّسَعِ جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے تھے، اسی طریقے سے عِنْدَ لَدْغِ الشَّوْكَةِ کانٹا چبھ جانے پر بھی آپ اِنَّا لِلّٰہ پڑھتے تھے۔ کانٹا چبھ گیا اِنَّا لِلّٰہ پڑھ لیا، غرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی چھوٹی تکلیف پر اِنَّا لِلّٰہ پڑھا ہے۔

چوں کہ میں نے یہ حدیث سنی ہوئی تھی لہٰذا جب ہمارے یہاں بجلی فیل ہوتی ہے تو میں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کی سنت ادا کرتا ہوں، بجلی فیل ہونے سے گھر میں جو اندھیرا ہوتا ہے اس اندھیرے میں یہ سنت ادا کرنے سے اس سنت کا نور ہمارے دل میں غالب ہو جاتا ہے اور دل میں ایک ٹھنڈک سی محسوس ہوتی ہے، اور جو اس سنت پر عمل نہیں کرتے جیسا میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ جب بجلی فیل ہوئی تو کے ای ایس سی والوں کو گندی گندی گالیاں دیتے ہیں۔ اب فرق دیکھیے! کچھ لوگ کے ای ایس سی والوں کو گالیاں دے رہے

---

٥ البقرة:١٥٦

٦ روح المعانی:٢/٢٣، البقرة(١٥٦)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

ہیں اور کوئی سنت ادا کررہا ہے۔ تو تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ انسان میں کتنا فرق ہو جاتا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازتے ہیں اس کا غم بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے، بجلی فیل ہونے سے غم ہوتا ہے، تکلیف ہوتی ہے مگر سنت کی اتباع کی برکت سے وہ تکلیف بھی لذیذ ہو جاتی ہے۔

آلامِ روزگار کو آساں بنادیا
جو غم ملا اُسے غمِ جاناں بنادیا

آلام جمع ہے الم کی، اللہ تعالیٰ سے جب تعلق نصیب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ہر غم کو لذیذ کردیتے ہیں۔ جیسے کڑوے خربوزے کو سکرین لگی چھری سے کاٹو تو سارا خربوزہ میٹھا ہو جاتا ہے، اور یہ سکرین کس نے پیدا کی؟ اللہ تعالیٰ نے۔ جب شکر میں یہ خاصیت ہے کہ وہ کڑوے خربوزے کو میٹھا کردیتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو شکر کا خالق ہے ان کا نام لینے میں یہ خاصیت نہ ہوگی کہ ہمارے غم کو میٹھا کردے؟ افسوس کہ آج ہم اپنی مٹھاس کو اللہ کی نافرمانیوں میں تلاش کررہے ہیں، کم از کم یہ احساس تو ہونا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سوائے عذاب کے، اللہ کے غضب اور بے چینی کے کچھ نہ ملے گا۔

اگر گناہوں کا مرض شدید ہو تو مجاہدہ کرو، جس کو کوڑھ ہو جاتا ہے تو کیا وہ خودکشی کرلیتا ہے؟ اگر مرض جلد اچھا نہیں ہوتا تو بھی صبر سے علاج کرتا ہے۔ اسی طرح اگر نظر بچانے میں شدید تکلیف ہو تو مجاہدہ کرو۔ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور میرے شیخ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے استاذ جو شاعر بھی تھے اور بڑے ہی اللہ والے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگ مجبوریوں کا بہانہ کردیتے ہیں کہ صاحب آج کل بہت مشغولی ہے اس لیے ذکر چھوٹا ہوا ہے، ان سے کہہ دو کہ آج مشغولی کی وجہ سے روٹی بھی چھوڑ دو، اس نے مشغولی میں ناشتہ کیوں نہیں چھوڑا؟ جسمانی غذا کو تو نہیں چھوڑا مگر جس روح کے صدقے میں آج چائے انڈا کھا رہے ہیں اس روح کو ناشتہ نہ کرانا، اس کو اللہ کے ذکر کی غذا نہ دینا روح کو مردہ کرنا ہے۔ اسی کو مولانا اسعد اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

یہی تو اللہ والوں کا کمال ہے کہ دنیا کے ہزاروں شغل میں بھی اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ دیکھو! ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک لاکھ حدیث کے حافظ، چودہ جلدوں میں بخاری شریف کی شرح فتح الباری لکھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کا ذکر فرشتوں کے ذکر سے افضل ہے، یہ بخاری شریف کی شرح فتح الباری کی عبارت نقل کررہا ہوں۔ وہ پیری مریدی یا وہ تصوف جو قرآن و حدیث کی تفسیروں سے اور شرحوں سے ثابت نہ ہو، اللہ کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں جو تصوف نہ ہو وہ تصوف مقبول نہیں ہے۔ تصوف تو نام ہے اللہ کی عبادت میں محبت کی چاشنی ملادینے کا۔

جو عبادت خشک ہو جس میں محبت کی چاشنی نہ ہو اس کی مثال ایسی ہے جیسے چاول بغیر سالن یا دال کے۔ میرے شیخ شاہ عبد الغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پورب کا ایک مجذوب اللہ تعالیٰ کے قرب اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی لذت سے کچھ دن کے لیے محروم کردیا گیا، اس حالت کا نام حالتِ قبض ہے۔ تو وہ مجذوب روتا تھا اور اپنی پوربی زبان میں کہتا تھا کہ ''دلیابنا بھتوا اداس موری سجنی'' یعنی دال کے بغیر میرا چاول بے مزہ ہے۔

حالتِ قبض حالتِ بسط سے افضل ہے

سالک پر دو حالتیں پیش آتی ہیں حالتِ قبض اور حالتِ بسط۔ حالتِ بسط میں عبادت میں مزہ آتا ہے جبکہ حالتِ قبض میں دل گھبرایا گھبرایا سا رہتا ہے، عبادت میں مزہ نہیں آتا مگر حالتِ قبض کا درجہ حالتِ بسط سے زیادہ ہے کیوں کہ حالتِ قبض میں ناز ٹوٹ جاتا ہے، عُجب و تکبر ٹوٹ جاتا ہے، آدمی کہتا ہے کہ ہائے ہم تو کچھ بھی نہیں، اپنی عبادت کو بالکل ہی حقیر نظروں سے دیکھتا ہے کہ ہائے یہ میں کیا کرتا ہوں۔ تو مزہ نہ آنے سے ناز و عُجب ٹوٹ جاتا ہے لیکن پھر بھی وہ استقامت کے ساتھ رہتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امتحان ہوتا ہے کہ یہ بندہ عبد الّلطف ہے یا عبد اللّطیف ہے یعنی مزے کا غلام ہے یا ہمارا غلام ہے، جب اس کو مزہ ملتا ہے تب ہمارا نام لیتا

ہے جب مزہ نہیں ملتا تو ہماری غلامی کو چھوڑ دیتا ہے، یہ امتحان ہوتا ہے۔ اسی لیے علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی دعا فوراً قبول ہوگئی ابھی مانگا اور شام تک قبول ہوگئی، اب وہ مارے شکریہ کے خوب عبادت کررہا ہے لیکن لَقَدْ قَامَ بِحَظِّ نَفْسٍ یہ اللہ کے سامنے اپنے نفس کی خوشی کی وجہ سے کھڑا ہے۔

دلِ نامراد کی مقبولیت

اور جس کی دعا قبول نہیں ہوئی، غم زدہ آدمی ہے، شکستہ دل ہے، ٹوٹا ہوا دل ہے وہ اگرچہ نامراد اور ناشگفتہ ہے مگر ؎

وہ نامراد کلی گرچہ ناشگفتہ ہے
ولے وہ محرمِ رازِ دل شکستہ ہے

یہ میرا شعر ہے۔

اب آپ کو ٹوٹے ہوئے دل کی قیمت معلوم ہوئی۔ حدیثِ قدسی ہے:

اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ[1]

اس حدیث کی تطبیق اور سند کی تائید محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں کی ہے اور لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ٹوٹے ہوئے دل میں رہتا ہوں۔ یہ جو لوگ پوچھتے ہیں کہ اللہ میاں نے خواہشات کیوں پیدا کیں جب ان کو توڑنا تھا؟ اس کا جواب اسی حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل میں تقاضے اور خواہشات اس لیے پیدا کیں کہ ان میں جو تقاضے اور خواہشات اللہ کی مرضی کے خلاف ہیں بندہ ان کو توڑ دے۔ یعنی اپنے دل کو توڑ دے اور اس ٹوٹے ہوئے دل میں اللہ کو حاصل کرتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

نہ گھبرا کوئی دل میں گھر کر رہا ہے
مبارک کسی کی دل آزاریاں ہیں

---

[1] التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف:۱۶۳، المکتبۃ المظہریۃ

تسلیم ورضا سے غم لذیذ ہو جاتے ہیں

اور فرمایا کہ اللہ کی یاد کے صدقے میں غموں کا کیا حال ہوتا ہے؟ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کے غم بھی میٹھے کر دیے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

سوگ میں یہ کس کی شرکت ہوگئی
بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہوگئی

اللہ کے نام کے صدقے میں اللہ کے راستے کے غم بھی لذیذ ہو جاتے ہیں لیکن اگر غم میں کسی اللہ والے کے آنسو نکل آئیں تو یہ نہ سمجھو کہ یہ بابا کے دعویٰ کے خلاف ہے کیوں کہ یہ تو رو رہے ہیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصیبت میں رونا بھی ثابت ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم رو رہے تھے اور فرما رہے تھے اِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ[۸] اے ابراہیم! میں تمہاری جدائی سے غم زدہ ہوں اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے لیکن دل میں اللہ کی تسلیم سے چین ہوتا ہے، لطف ہوتا ہے، لذت ہوتی ہے۔

اس لیے میرے دوستو! تسلیم کی برکت سے جب اللہ کی مرضی پر بندہ راضی رہتا ہے تو جیسے کوئی مرچ والا کباب کھائے اور مرچوں کی وجہ سے سی سی کرے اور آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوں اور جو پاس بیٹھا ہو وہ یہ کہے کہ آپ تو مصیبت زدہ معلوم ہو رہے ہیں، آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں، یہ کباب آپ کیوں نوش کر رہے ہیں؟ اس بلا کو چھوڑ دیجیے۔ تو وہ کہے گا کہ بے وقوف یہ بلا نہیں ہے، یہ آنسو مزے کے ہیں، لذت کے ہیں، یہ مصیبت کے آنسو نہیں ہیں، اللہ والے اگر کبھی رو بھی پڑیں تو ان کی آنکھیں روتی ہیں دل تسلیم ورضا کی لذت سے مست ہوتا ہے ؎

حسرت سے میری آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں
دل ہے کہ ان کی خاطر تسلیم سر کیے ہوئے

---

۸ صحیح البخاری: ۱/۱۷۴، باب قوله انا بك لمحزونون، المكتبة المظهرية، ذكره بلفظ اِنَّا بِكَ-
روح المعانی: ۱۳/۴۰، یوسف (۸۴)، دار احیاء التراث، بیروت

آرزو کے شکست ہونے سے آنسو بہہ سکتے ہیں کہ مراد پوری نہیں ہوئی لیکن علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں اور حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جو لاہور میں مدفون ہیں ان کا اور علامہ ابو القاسم قشیری کا زمانہ ایک تھا۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ جس کی دعا قبول نہیں ہوئی، آرزو کی تھی مگر اللہ نے بظاہر وہ آرزو پوری نہیں کی یعنی جو دعا مانگی تھی اس کا ظہور نہیں ہوا، لیکن پھر بھی اللہ کی عبادت کیے جارہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب بندہ ہے، اللہ کے نزدیک اس کا بہت بڑا درجہ ہے۔

قبولیتِ دعا کی چار صورتیں مع تمثیل

مومن کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی، محدثین لکھتے ہیں کہ دعا کی قبولیت کی چار قسمیں ہیں: چاہے تو جو مانگا اللہ وہی دے دیں، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس سے بہتر چیز عطا کر دیتے ہیں، کبھی دنیا میں نہیں دیتے آخرت میں اس کا بدل دے دیتے ہیں اور کبھی اس کے بدلے میں کوئی بلا و مصیبت ٹال دیتے ہیں۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ دعا فوراً قبول ہوجاتی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ[۹] ہم سے مانگو، ہم قبول کریں گے۔

لیکن قبولیت کی شکلیں مختلف ہوتی ہیں جو ابھی بیان ہوئیں، جو زبانِ نبوت سے اس آیت کی تفسیر ہے، اس کی وضاحت کے لیے ایک مثال بھی سن لیجیے کہ جیسے بچہ ابا سے اسکوٹر مانگتا ہے اور ابا کار خرید دیتا ہے تو کیا اس کی درخواست قبول نہیں ہوئی؟ بیٹے نے سو روپیہ مانگا ابا نے پانچ سو روپیہ دے دیا تو کیا اس کی یہ بات قبول نہیں ہوئی؟ تو کبھی اللہ تعالیٰ وہ چیز نہیں دیتے جو بندہ مانگتا ہے بلکہ اس سے بہتر چیز دے دیتے ہیں اور کبھی اللہ تعالیٰ دیر سے دیتے ہیں تاکہ بہت دن تک ہم سے دعائیں مانگتا رہے، ہماری چوکھٹ پر گڑگڑاتا رہے، روتا رہے ورنہ جہاں دعا قبول ہوئی فوراً یہ جا، وہ جا۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اس دعا کا بدلہ قیامت کے دن دیں گے اور اتنا دیں گے کہ حکومتِ سعودیہ بھی اتنا بدلہ نہیں دے سکتی۔ جب حرم کی توسیع ہوتی ہے

---

۹ المؤمن:۶۰

(اس میں دونوں حرم شامل ہیں خواہ مدینے کا حرم ہو یا مکہ شریف کا ہو) تو اس توسیع میں اگر کسی کا مکان آجاتا ہے تو حکومتِ سعودیہ ایک لاکھ ریال کے مکان کے بدلے پچاس لاکھ ریال دیتی ہے، اتنا دیتی ہے کہ لوگ تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش! میرا مکان حکومت کی توسیع میں آجائے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اے میرے بندے! تیری کون کون سی دعائیں قبول نہیں ہوئیں جو تو نے دنیا میں مانگی تھیں پھر اللہ تعالیٰ اس کا اتنا بدلہ دیں گے کہ یہ شخص کہے گا کہ کاش! دنیا میں میری کوئی دعا قبول ہی نہ ہوئی ہوتی۔ اس لیے اگر دعا کا ظہور نہیں ہو رہا تو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے، اللہ سے مانگنا ہی کیا کم لطف ہے جو آپ دعا کے ظہور ہونے کا بھی انتظار کر رہے ہیں!

دعا محبوبِ حقیقی سے گفتگو ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

از دعا نبود مرادِ عاشقاں
جز سخن گفتن باں شیریں دہاں

دعا مانگنے سے بہت سے عاشقوں کی مراد سوائے اس کے کچھ نہیں ہوتی کہ اسی بہانے اس محبوبِ حقیقی سے مناجات و لذت اور گفتگو کا موقع مل جاتا ہے، اللہ کے عاشق انتظار نہیں کرتے کہ دعا کب قبول ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دعا مانگنے ہی میں مست ہوتے ہیں، اللہ کے ساتھ مناجات کی لذت میں ان کو اتنا مزہ آتا ہے کہ خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

امید نہ بر آنا امید بر آنا ہے
ایک عرضِ مسلسل کا کیا خوب بہانا ہے

دعا مانگنے والے کا مقام

اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعاؤں کے لیے ان کے حضور ہمارے ہاتھ اُٹھتے رہیں یہ کیا کم اعزاز ہے۔ ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب مومن دعا کے لیے ہاتھ

www.khanqah.org

اٹھاتا ہے تو یہ ہاتھ خدا کے سامنے ہوتے ہیں اور ساری کائنات ان کے نیچے ہوتی ہے، کیا بات فرمائی، سبحان اللہ! دعا مانگنے والے کا یہ مقام میں نے حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے خود سنا، فرمایا کہ جب بندہ دعا کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ساری کائنات اس کے ہاتھوں کے نیچے ہوتی ہے اور وہ خدا کے سامنے ہوتا ہے، کیا یہ کم نعمت ہے؟ ہاں! اللہ سے امید رکھے کہ شاید اب قبول ہو جائے، شاید اب قبول ہو جائے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھ سے مانگو، میں قبول کروں گا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن نازل ہوا، جن کی ذاتِ پاک اور ذاتِ گرامی پر یہ آیت نازل ہوئی اُن ہی نے اس کی تفسیر بیان فرمائی۔ اگر کوئی کہے کہ صاحب ہم نے تو بہت دعا مانگی لیکن ہماری دعا تو قبول نہیں ہوئی تو نعوذ باللہ! کیا قرآن غلط ہو جائے گا؟ لہٰذا یہ سب قبولیت کی قسمیں ہیں، ہو سکتا ہے جو مانگا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر دے دیں۔ مثال کے طور پر کوئی شخص کہتا ہے کہ اللہ میاں ہماری شادی بہت حسین عورت سے ہو جائے ؂

نازکی اُس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے

وہ اللہ میاں کو دیوانِ غالب پیش کر رہا ہے، کہ مجھے ایسی بیوی چاہیے، چہرہ کتابی چاہیے جیسے اخباروں میں رشتے کے طالبین لکھتے ہیں کہ چہرہ کتابی ہونا چاہیے لیکن اللہ نے اس معیار کی حسین بیوی نہیں دی بلکہ اس کے بدلے دیندار بیوی دے دی۔ اسی لیے حدیث میں ہے کہ دین کو زیادہ اہمیت دو حسن کو زیادہ اہمیت مت دو کیوں کہ حسن عارضی ہے جبکہ سیرت سے ساری زندگی سابقہ پڑے گا۔ اگر بیوی سیرت کی کٹھنی ہے، تو تو کرنے والی ہے تو بھی صبر سے کام لو، صورت کب تک رہے گی، چند بچے ہو جانے کے بعد صورت میں تبدیلی ہو جاتی ہے پھر آخر میں سیرت ہی سے پالا پڑے گا لہٰذا جس میں دین زیادہ ہو اس کو ترجیح دو اور اگر دونوں چیزیں ہیں تو پھر سبحان اللہ۔

لیکن میرے دوستو! بعض نالائق اور بد دین لوگ حسن کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ چاہے فلم ایکٹر ہو، چاہے بے پردہ اور مخلوط تعلیم سے اس کے بالکل ہی اخلاق نہ ہوں مگر ایک

نظر دیکھا اور پاگل ہوگئے، یہ شخص واقعی پاگل ہے جو صورت کو دیکھتا ہے اللہ کے تعلق کو نہیں دیکھتا۔ اس کو یہ دیکھنا چاہیے کہ بیوی کو اللہ تعالیٰ سے کتنا تعلق ہے، وہ تلاوت کرتی ہو، نماز پڑھتی ہو، دیندار ہو ورنہ اگر شوہر بیمار پڑ گیا تو بھاگ گئی، شوہر پر فالج گر گیا تو ایک دو تین ہوگئیں، جب دیکھا کہ شوہر بے کار ہوگیا ہے تو طلاق لے کر دوسرے سے شادی کرلی۔ اس لیے اگر وفاداری چاہیے تو دین دیکھو۔

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ کتنے حسین تھے۔ علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ کتاب الحظر و الاباحۃ جلد نمبر پانچ میں لکھتے ہیں کہ امام محمد اتنے خوبصورت تھے کہ ان کی طالبِ علمی کے زمانے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنے پیچھے بٹھاتے تھے تاکہ ان پر نظر نہ پڑے، نظر کی حفاظت کرتے تھے، اِنَّ اَبَا حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی کَانَ یُجْلِسُ اِمَامَ مُحَمَّدًا فِیْ دَرْسِہٖ خَلْفَ ظَھْرِہٖ مَخَافَۃَ عَیْنِہٖ مَعَ کَمَالِ تَقْوَاہُ[1] یعنی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کمالِ تقویٰ کے باوجود امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے درس میں پیچھے بٹھاتے تھے، آنکھوں کی چوریوں کے خوف سے کہ کہیں آنکھیں خیانت نہ کر جائیں۔ علامہ شامی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کمالِ تقویٰ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جس نے چالیس برس عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز پڑھی ہو اس کے بارے میں کیا سوچ سکتے ہو؟ لیکن دیکھ لیں کہ یہ ان حضرات کا تقویٰ تھا، یہ چاہتے تھے کہ آنکھوں سے کسی قسم کی خیانت کا شائبہ بھی نہ ہو، یہ اُمت کو سبق دے گئے۔

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ ہم اتنی نظر بچائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ کوئی بیمار طبیعت کا آدمی معلوم ہوتا ہے، اس میں قوتِ ضبط نہیں ہے حالاں کہ یہ سب حماقت کی باتیں ہیں۔ بتایئے! آج اس تقویٰ کی بدولت امام صاحب کی تعریف ہورہی ہے یا بدنامی ہورہی ہے؟ تعریف ہورہی ہے کہ نہیں۔ اس لیے سمجھ لو کہ جو اساتذہ اپنے شاگردوں سے احتیاط کرتے ہیں وہی شاگرد بڑے ہوکر استاد کی تعریف کرتے ہیں کہ ہمارے استاذ نے بچپن میں ہم کو آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھا، احتیاط کی۔

---

[1] ردالمحتار:۳۶۵/۶،فصل فی النظر والمس،ایچ ایم سعید

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے شادی کے بعد چھ کتابیں لکھیں سِیَر کبیر، سِیَر صغیر، جامع کبیر، جامع صغیر، مبسوط، زیادات۔ یہ چھ کتابیں حیدر آباد دکن کی لائبریری میں موجود ہیں، ممکن ہے یہاں بھی بڑے بڑے کتب خانوں میں ہوں۔ تو ایک دن امام محمد کے ایک شاگرد ان کا کھانا لینے ان کے گھر گئے تو کسی طرح ان کی نظر امام صاحب کی زوجہ پر پڑ گئی تو دیکھا کہ اپنے استاذ کے چہرے کی بہ نسبت بیوی کا بالکل ہی عجیب حلیہ کا جغرافیہ ہے۔ بس روتا ہوا آیا اور کہا کہ استاذ اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کروں، آج استانی صاحبہ پر اچانک نظر پڑ گئی، میں نے قصداً نہیں دیکھا، اچانک نظر پڑ گئی لیکن اب میں رو رہا ہوں کہ آپ کی قسمت کیسی ہے؟ آپ کیسے دن گزار رہے ہیں، کس طریقے سے آپ کے دن کٹتے ہیں، آپ نے اس کا خیال کیوں نہیں کیا کہ جیسا اللہ نے آپ کو حسن دیا ہے آپ نے ویسی شادی کیوں نہیں کی؟ تو امام صاحب ہنسے اور فرمایا کہ بھئی جوڑے تقدیر سے بنتے ہیں، قضا اور قدر سے ہوتے ہیں لیکن یہ سوچو کہ میں جو یہ چھ کتابیں لکھ رہا ہوں جن کا تم لوگ مجھ سے سبق پڑھ رہے ہو تو اگر میری بیوی بہت زیادہ حسین ہوتی تو اس وقت میں اپنی بیوی سے بات چیت کر رہا ہوتا، تم دروازہ کھٹکھٹاتے تو میں کہتا کہ میں بہت بزی (busy) ہوں، بہت ضروری مشغلے میں مشغول ہوں اور جب اس کے سر میں درد ہوتا تو تاب نہ لا سکتا کیوں کہ میں بھی مرنے لگتا۔ آج جو میں یہ بڑی بڑی کتابیں تصنیف کر رہا ہوں تو ان کتابوں کو لکھنے کے لیے وقت اور فراغِ دل چاہیے۔ اس کے بعد امام صاحب نے ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس کو اپنے لیے قبول کرتے ہیں اس کو مٹی کے کھلونوں میں مشغول نہیں ہونے دیتے۔

یہ اس عظیم الشان فقیہ کے عظیم الشان الفاظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین اتنا قیمتی ہے کہ اس پر نبیوں کے سر کٹے ہیں، سید الانبیاء کا خون بہا ہے اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک دامنِ اُحد میں شہید ہوئے ہیں۔

صحابہ پر رحمت کا نزول

اگرچہ دین پر چلنے میں صحابہ کو تھوڑی سی تکلیف تو ہوئی لیکن عین اس وقت بھی رحمت کی بارش ہو رہی تھی، جب جنگِ اُحد میں کفار جیت کر واپس چلے گئے صحابہ کے دلوں پر غم

تھا تو ان کے دلوں کو سکون دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے چین کی ہوا بھیج دی، اَمَنَةً نُّعَاسًا[۱۱] اس ہوا سے صحابہ کا غم غلط ہو گیا۔ صحابہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہم پر اُونگھ بھیج دی اور جب وہ اُونگھ آئی کَانَ یَسْقُطُ سُیُوْفُنَا[۱۲] ہماری تلواریں ہمارے ہاتھوں سے گری جارہی تھیں جنہیں ہم بار بار اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنے صحابہ کی پریشانیوں پر مجھ کو رحم آیا، میں نے ایک ہوا بھیجی جس سے سوائے سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سارے صحابہ پر اُونگھ طاری ہو گئی جس کی وجہ سے ان کی تھکاوٹ و پریشانی دور ہو گئی۔ جنگِ بدر میں جب صحابہ پر اُونگھ بھیجی گئی تو اس وقت بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھرپور عبادت کرتے رہے کیوں کہ نبیوں کو اُونگھ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

شکست کے اسرار

جنگِ بدر میں اللہ کی کھلی مدد و نصرت کے بعد جب جنگِ اُحد میں دشمنوں کو کچھ کامیابی ہوئی تو مؤمنین کے دل میں شبہات پیدا ہونے لگے کہ اگر ہم مقبول ہیں تو یہ مصیبت کیوں آگئی؟ ہم کو یہ تھوڑی دیر کی شکست کیوں ہوئی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم دن بدلتے رہتے ہیں:

اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۴۱﴾[۱۳]

اگر تمہیں صدمہ پہنچا ہے تو پہلے جنگِ بدر میں کافروں کو بھی شکست کا زخم پہنچ چکا ہے وَتِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ اور ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں تاکہ ظاہری طور پر ثابت ہو جائے کہ کون مخلص اور کون منافق ہے، کیوں کہ اگر مسلمانوں کو ہمیشہ فتح ہوتی تو ہر منافق کہتا کہ چلو میاں! وہاں مالِ غنیمت سمیٹ لو، وہاں تو شکست کا کوئی سوال ہی نہیں۔ چناں چہ غیر مخلص بھی اسلام میں داخل ہو جاتے لہٰذا اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان دنوں کو بدل دیتے ہیں کبھی فتح دے دی اور کبھی شکست تاکہ مخلص

---

[۱۱] اٰل عمرٰن: ۱۵۴

[۱۲] روح المعانی: ۹۳/۴، اٰل عمرٰن (۱۵۴)، دار احیاء التراث، بیروت

[۱۳] اٰل عمرٰن: ۱۴۰-۱۴۱

مؤمن کا پتا چل جائے۔ مؤمن کے اخلاص کا پتا جب چلتا ہے جب ابتلا و مصیبت آئے کیوں کہ مومن مصیبت میں بھی اللہ کو نہیں چھوڑتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ دن اس لیے بدلے وَ لِیَعۡلَمَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ایمان کو ظاہری طور پر بھی دِکھادیں کہ یہ ہیں اصلی مؤمن جو ہمارے ہیں اور ہمارے ہی رہتے ہیں، یہ منافقین نہیں ہیں، اور دوسری وجہ اس شکست کی یہ ہے کہ وَ یَتَّخِذَ مِنۡکُمۡ شُھَدَآءَ ہمیں تم میں سے بہت سے لوگوں کو شہادت بھی دینی تھی، چناں چہ جنگِ اُحد میں ستّر صحابہ شہید ہوئے۔ اگر صحابہ شہید نہ ہوتے تو کفار قرآن پر اعتراض کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام یافتہ بندوں میں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کا ذکر کیا ہے تو شہداء کا طبقہ کہاں ہے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو شہادت سے سرفراز فرمایا تاکہ قرآنِ پاک کی صداقت پر حرف نہ آسکے۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے یعنی کافروں اور مشرکوں سے محبت نہیں فرماتے۔ لہٰذا یہ گمان نہ کیا جائے کہ شاید محبوب ہونے کی وجہ سے ان کو غالب کردیا ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ اس غم اور پریشانی سے ایمان والوں کے دلوں کو پاک صاف کرنا تھا وَلِیُمَحِّصَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تاکہ اللہ ایمان والوں کو گناہوں کے میل کچیل سے صاف کردے وَ یَمۡحَقَ الۡکٰفِرِیۡنَ اور کافروں کو مٹا دے کیوں کہ ایک بار غالب آجانے سے ان کی جرأت بڑھے گی اور پھر مقابلے میں آئیں گے اور ہلاک ہوں گے۔

اور ایک احسان اللہ نے یہ فرمایا کہ کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا کہ فتح کی ہوئی جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور جب بہت آگے بڑھ گئے تب سوچا کہ ارے بھئی بڑی غلطی ہوگئی، ہم لوگ کیوں آگئے، اگر ہم مدینے پر قبضہ کرلیتے تو ہمارا جھنڈا لہراجاتا، اب پچھتارہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تم واپس کیسے آسکتے تھے جبکہ ہم نے تمہارے دلوں میں ہیبت اور رعب ڈال دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی عظمتوں کی حفاظت کے لیے اتنے فضائل اس لیے بیان کیے تاکہ کل کو ایسے نالائق اہلِ قلم جو قابلِ سر قلم ہیں صحابہ کی ناموس کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ بعض گستاخانِ قلم اور بغضِ صحابہ رکھنے والے بدبختوں نے صحابہ کی شان میں بدتمیزیاں کی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ

آیت نازل فرمائی وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰہُ عَنۡہُمۡ[۱۴] ہم نے صحابہ کی چوک اور خطا کو معاف کر دیا۔

صحابہ کے دنیا کی لالچ سے پاک ہونے کا ثبوت

اور حکیم الامت حضرت تھانوی نے فرمایا کہ صحابہ جنگ ختم ہونے کے بعد اُس ٹیلے پر سے جہاں انہیں سرورِعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا دنیا کی لالچ میں نہیں اُترے تھے اس لیے کہ دنیا کی لالچ تو جب ثابت ہوتی جب مالِ غنیمت ان ہی کو ملتا جو یہ مال سمیٹتے۔ مالِ غنیمت کا مسئلہ یہ ہے کہ اسے چاہے کوئی بھی اُٹھائے سب کو برابر برابر حصہ ملے گا لہٰذا یہ کہنا کہ وہ مال کے لالچ میں اترے تھے بالکل غلط ہے۔ حکیم الامت بیان القرآن کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صحابہ نے وہ مقام اس لیے چھوڑا تھا کہ اب جنگ فتح ہوگئی ہے لہٰذا اب ہمارے لیے ٹیلے پر کھڑے رہنے کا حکم نہیں رہا جبکہ مالِ غنیمت کی حفاظت کرنا اور اس کو اُٹھانا بھی عبادت ہے۔ لہٰذا انہیں مالِ غنیمت سمیٹنے کا لالچ نہیں ہوسکتا کیوں کہ انہیں یہ مسئلہ معلوم تھا کہ مالِ غنیمت جو چاہے اٹھائے مگر سب میں برابر تقسیم ہوگا۔ تو جب انسان کو معلوم ہو کہ مال لوٹنے میں چاہے جتنی محنت کرو لیکن ملے گا برابر تو کون آدمی لالچ کرے گا؟ یہ بہت احمق اور پاگل قسم کے لوگ ہیں جو صحابہ کے بارے میں گستاخانہ باتیں لکھتے ہیں، ان کو قرآن کے تفقہ کی ہوا بھی نہیں لگی، یہ بے علم لوگ ہیں۔

ناقدین صحابہ پر بے وقوفی کی قرآنی مہر

اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحابہ پر تنقید کرنے والے، جنہوں نے میرے صحابہ کو بے وقوف کہا اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ[۱۵] کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا کہ یہ بے وقوف لوگ یعنی (معاذ اللہ) صحابہ ایمان لائے، تو ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ کو جو بے وقوف کہتے ہیں یہ خود سَفِیۡہٌ یعنی بے وقوف ہیں، سَفِیۡہ سَفَاهَتٌ سے ہے اور اس کی جمع سُفَهَاءُ ہے اور سَفَاهَتٌ کے معنیٰ ہیں خِفَّةُ الۡعَقۡلِ وَالۡجَهۡلُ بِالۡاُمُوۡرِ[۱۶] جس کی عقل ہلکی ہو اور جو حقائقِ امور سے ناواقف ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے

۱۴؎ اٰل عمرٰن:۱۵۵

۱۵؎ البقرۃ:۱۳

۱۶؎ روح المعانی:۱۵۶/۱، البقرۃ (۱۳)، دار احیاء التراث، بیروت

صحابہ پر اعتراض کرنے والوں کو دو خطاب دیے: نمبر ا۔ خِفَّةُ الْعَقْلِ ہلکی عقل والے۔ نمبر ۲۔ وَالْجَهْلُ بِالْاُمُوْرِ اور حقائق امور سے ناواقف۔

سفاھت کی یہ تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں بیان فرمائی ہے کہ یہ خفیف العقل ہیں، عقل کے ہلکے ہیں اس لیے میرے صحابہ پر اعتراض و تنقید کر رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو بے وقوف کہہ رہے ہیں۔ بتایئے! اگر کوئی بندہ اپنے مالک کو خوش کرے تو وہ بے وقوف ہے؟ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کو راضی کرے تو وہ بے وقوف ٹھہرے گا؟ بے وقوف تو تم ہو اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ یہ خود پاگل اور بے وقوف ہیں وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ لیکن اس کا علم نہیں رکھتے یہ بے علم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر تنقید کرنے والوں کے علم پر لَا داخل کر دی کہ یہ بے علم ہیں۔ لہٰذا ہر وہ شخص اس آیت کے ذیل میں شامل ہے جو صحابہ پر تنقید کرتا ہے یا صحابہ پر تنقید کرنے والے کو مولانا کہتا ہے، ایسے لوگوں کو مولانا کہنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم پر لَا داخل کر رہے ہیں، یہاں لَا کے معنیٰ نہیں کے ہیں۔ یہ وہ لَا نہیں ہے جو ایک ہندوستانی نے ایک عرب سے کہا تھا کہ یہ چیز ہے؟ عرب نے کہا لَا یعنی یہ نہیں ہے، تو اس نے سوچا پیسہ مانگ رہا ہے کیوں کہ وہ دہلی کا تھا۔ عربی کا لَا اور ہے اور اُردو کا لَا اور ہے۔

لفظ حَلِیْمٌ سے عجیب استدلال

تو اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ نازل فرمایا کہ ہم نے صحابہ کی اس چوک اور خطا کو معاف کر دیا، ان کی خطائے اجتہادی کو معاف کر دیا۔ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ غفور ہیں یعنی بڑے مغفرت کرنے والے ہیں اور حلیم ہیں یعنی بڑے حلم والے ہیں کہ عین صدورِ خطا کے وقت بھی سزا نہیں دی۔ حضرت تھانوی آیت اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ میں حلیم سے استدلال فرماتے ہیں کہ جو کچھ تکلیف صحابہ کو پہنچی یہ عتاب و سزا نہیں تھی ورنہ حلیم نازل نہ ہوتا، کیوں کہ عتاب کے ساتھ حلم نہیں ہوتا۔ حلیم کے معنیٰ ہیں جو عتاب کو روک لے، قدرت رکھتے ہوئے انتقام نہ لے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اس اعتراض کو رفع کر دیا کہ یہ شکست معاذ اللہ! عذاب تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے حلیم نازل کیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ قوتِ قہریہ نہیں تھی پاداشِ اصلاحی تھی، صحابہ کی تربیت و اصلاح کے لیے اللہ نے یہ معاملہ کیا تھا۔

فَاَثَابَکُمۡ غَمًّۢا بِغَمٍّ[۱۷]

اللہ نے ان کو یہ غم اس لیے دیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خطائے اجتہادی سے غم ہوا تھا، اگر اللہ تعالیٰ یہ غم نہ دیتے تو صحابہ ساری زندگی شرمندہ رہتے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تھوڑا سا زخم پہنچا کر ان کا دامن صاف کر دیا۔ اس لیے فرمایا وَلَقَدۡ عَفَا اللّٰہُ عَنۡہُمۡ ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ حکیم الامت لکھتے ہیں کہ جب خدا نے معاف کر دیا تو پھر کسی کو اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔

اسمِ اعظم تَوَّاب اور رَحِیۡم کا ربط

قرآنِ پاک کا ایک ایک لفظ اپنے اندر حکمت و معانی کا دریا رکھتا ہے جیسے یہاں حلیم نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ یہ شکست عذاب نہیں تھی بلکہ اس سے مقصود صحابہ کی تربیت تھی اور جیسے علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ آیت اَنَّ اللّٰہَ ہُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ[۱۸] کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا نزول فرقۂ معتزلہ کے رد میں ہوا ہے۔ اگرچہ نزولِ قرآن کے وقت یہ فرقہ موجود نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں تو تھا کہ یہ فرقہ پیدا ہوگا۔ فرقۂ معتزلہ ایک باطل فرقہ ہوا ہے جو کہتا ہے کہ جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو مجبوراً معاف کرنا پڑے گا، قانونی طور پر ضابطے سے اللہ تعالیٰ کو بندے کو معاف کرنا پڑے گا۔ تو علامہ آلوسی السید محمود بغدادی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اَلتَّوَّابُ کے ساتھ اَلرَّحِیۡمُ کا لفظ نازل کر کے قیامت تک کے لیے اس فتنے کا جواب دے دیا کہ میں جو تمہاری توبہ قبول کرتا ہوں وہ ضابطے اور قانون سے نہیں کرتا، شانِ رحمت سے قبول کرتا ہوں کیوں کہ میں رحیم ہوں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں فِیۡہِ رَدٌّ عَلٰی فِرۡقَۃٍ ضَالَّۃٍ مُّعۡتَزِلَۃٍ[۱۹] اس آیت میں رد ہے فرقہ ضالہ معتزلہ کا۔

اسمِ اعظم عَزِیۡز اور غَفُوۡر کا ربط

اسی طرح قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ ملک میں وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ[۲۰]

---

۱۷ اٰل عمرٰن:۱۵۳

۱۸ التوبۃ:۱۱۸

۱۹ روح المعانی:۱۱/۴۲، التوبۃ(۱۱۸)، داراحیاء التراث

۲۰ الملک:۲

نازل فرمایا۔ **غفور** کے معنیٰ ہیں معاف کردینے والا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ عزیز کیوں نازل کیا؟ **عزیز** کے معنیٰ ہیں زبردست طاقت والا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں الفاظ ایسے تھوڑے ہی نازل کردیے۔

لہٰذا علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ چوں کہ مغفرت اُس شخص کی معتبر ہوتی ہے جس میں طاقت ہو۔ ایک شخص ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہے، کمزور ہے، بیمار ہے اس کو کسی نے تھپڑ مار دیا، اب وہ کہتا ہے کہ جاؤ میں نے معاف کردیا، تو تھپڑ مارنے والا کہتا ہے کہ تم میں انتقام کی طاقت ہے ہی نہیں، تم چالیس دن سے ٹائیفائیڈ میں مبتلا ہو، بستر سے اٹھ نہیں سکتے، مجھ کو دوڑا کر پکڑ نہیں سکتے لہٰذا مجبوراً معاف کردیا، میرے نزدیک تمہاری معافی کی کوئی حیثیت نہیں۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے **غفور** سے پہلے **عزیز** نازل کردیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ میں زبردست طاقت والا ہوں اس کے باوجود تمہیں بخشتا ہوں لہٰذا میری مغفرت کی قدر کرنا، ناقدری نہ کرنا۔ اُس طاقت والے نے اپنی صفتِ مغفرت کی عظمتِ شان کے لیے **عزیز** نازل کیا، زبردست طاقت والے نام کو پہلے نازل کیا۔

خیر میں یہ عرض کررہا تھا کہ مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث سہار نپوری فرماتے ہیں ؎

گو ہزاروں شغل ہیں دن رات میں
لیکن اسعدؔ آپ سے غافل نہیں

نظر بازی اور حسن پرستی کا بھیانک عذاب

اس کے بعد ایک شعر اور فرمایا جس کا آج کل بڑا مرض پھیلا ہوا ہے، وہ مرض ہے نظر بازی کا، حسن پرستی کا، ہر شخص سوچتا ہے کہ کوئی حسین مل جاتا تو بڑا چین ملتا، بڑا مزہ آتا، بڑے اچھے دن گزرتے، حالاں کہ اس سے خراب اور بدترین دن نہیں گزریں گے، جو سانس اللہ کی نافرمانی میں گزرتی ہے وہ دوزخیوں کی زندگی ہے، جس نے دوزخ نہ دیکھی ہو وہ اللہ کے قہر اور عذاب کو خرید کر دیکھے کہ نافرمان کی زندگی کیسی ہوتی ہے۔ ایک اللہ والے مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا شعر ہے ؎

www.khanqah.org

اُف کتنا ہے تاریک گنہگار کا عالم
انوار سے معمور ہے ابرار کا عالم

اور ایسے موقعوں پر اپنا ایک شعر اور یاد آتا ہے کہ گناہ گاروں کی دنیا بہت بھیانک، بڑی تاریک ہے، بڑی بے چین ہے، پریشانیاں اور ذلتیں ہیں، اللہ تعالیٰ جس سے ناراض ہو جائے اس کے دل کا گلستان اُجڑ جائے گا؎

جس طرف کو رُخ کیا تو نے گلستاں ہوگیا
تو نے رُخ پھیرا جدھر سے وہ بیاباں ہوگیا

جس دل سے اللہ راضی ہوتا ہے اس کا دل گلستان ہوجاتا ہے اور جس دل سے اللہ رُخ پھیر لے، ناراض ہوجائے اس کا دل جنگل ہوجاتا ہے، ویران ہوجاتا ہے، تباہ و برباد ہوجاتا ہے، اور جب دل میں چین نہیں تو تمہارا مرغی فارم، تمہارے کپڑوں کی فیکٹریاں، تمہارے جتنے ایئرکنڈیشن کمرے ہیں ان سب سے کچھ نہیں ہوتا، ایئرکنڈیشن میں بیٹھے ہیں کھال تو ٹھنڈی ہورہی ہے مگر دل عذابِ الٰہی سے پگھلتا رہتا ہے۔

ایک بزرگ شاعر فرماتے ہیں؎

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

دوستو! یقین کرلو ہم اللہ کے بندے ہیں، ہمارا مالک طاقت والا ہے، اس کی ناراضگی میں سانس لینا عذاب و بے چینی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

نفس مردانہ حملے سے مغلوب ہوتا ہے

بار بار کہتا ہوں کہ میری اس بات پر یقین کرلو اور نفس کو کچل دو، نفس پر مردانہ حملہ کرو، زنانہ حملہ مت کرو، چوڑیاں مت پہنو۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

www.khanqah.org

ہیں تبر بردار مردانہ بزن
چوں علی وار ایں درِ خیبر شکن

اے نفس پرستو! ذرا مردانہ حملہ کرو، زنانہ حملے سے نفس چت نہیں ہوتا، اس سے گناہ نہیں چھوٹتا۔ لہٰذا مردانہ حملہ کرو اور فرماتے ہیں کہ جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کے دروازے کو توڑ دیا تھا تم بھی اپنے نفس کے بابِ خیبر کو توڑ دو، ابھی اگر دنیا ہی کا کوئی کام پڑ جائے تو ساری طاقت آجاتی ہے لیکن چوں کہ ابھی دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں ہے اس لیے طاقت اور ہمت استعمال نہیں کرتے۔ لہٰذا جو طریقہ بتایا جاتا ہے اس پر عمل کر کے دیکھو، لیکن اگر کوئی عمل ہی نہ کرے تو الگ بات ہے۔

دل کو غیر اللہ سے پاک کرنے کا نسخہ

مشائخ لکھتے ہیں کہ جب بد نظری ہو جائے تو آٹھ رکعات توبہ پڑھو، پانچ روپیہ خیرات کرو، اگر اس سے زیادہ وسعت ہے تو سو روپیہ خیرات کرو، قبر و موت کا مراقبہ کرو اور میدانِ حشر کو، قیامت کے دن کو یاد کرو، عطر لگا کر نہا دھو کر خوب صاف کپڑے پہن کر لا الٰہ کی پانچ تسبیح پڑھو، پھر دیکھو کہ قلب سے غیر اللہ کیسے نہیں نکلتا۔

حکیم الامت کی کتاب التکشف کے اندر یہ سب مواد موجود ہے لیکن کوئی عمل ہی نہ کرے، کوئی طاقت کا کیپسول ہی نہ کھائے پھر بھی کہے کہ میرے اندر تو طاقت ہی نہیں ہے۔ گناہ کرنا یہ ذکر اللہ کا کیپسول نہ کھانے کا عذاب ہے، لہٰذا عمل کر کے دیکھو اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ ایک بزرگ دعا کر رہے تھے کہ اے خدا! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے اتنا ہم پر احسان و فضل کر دے۔ اللہ اللہ کیا دعا ہے! یہ دعا تو وجد پیدا کرتی ہے، یا اللہ! آپ کا نام تو بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے ہمارے اوپر اتنی رحمت کر دے، اللہ کے نام کے صدقے دوزخ بجھ سکتی ہے۔ دوزخ کو کون بجھا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ دوزخ سے پوچھیں گے ہَلِ امۡتَلَـٔۡتِ کیا تیرا پیٹ بھر گیا؟ وہ کہے گی ہَلۡ مِنۡ مَّزِیۡدٍ اللہ میاں کچھ اور مال ہے؟ جب دوزخی ختم ہو گئے تو کیا اللہ میاں نیک بندوں کو دوزخ میں ڈالیں گے؟ نہیں۔

بخاری شریف میں ہے فَيَضَعُ قَدَمَهٗ اللہ تعالیٰ دوزخ پر اپنا قدم مبارک رکھ دیں گے فَتَقُوْلُ جَهَنَّمُ قَطْ قَطْ، وَفِيْ رِوَايَةٍ قَطْ قَطْ قَطْ [۲۱] تو دوزخ دو مرتبہ کہے گی کہ بس بس اور ایک روایت میں ہے کہ تین مرتبہ کہے گی بس بس بس یعنی اے اللہ! میرا پیٹ بھر گیا۔ اور فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ یہاں قدم سے مراد اللہ تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہے۔

نفس کی دوزخ کو کیا چیز بجھاتی ہے؟

تو دوستو! جب اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات سے دوزخ کا پیٹ بھر سکتا ہے تو ہمارے نفس کی دوزخ کا پیٹ نہیں بھر سکتا؟ ہمارا نفس تو دوزخ کی ایک برانچ ہے اور برانچ ہیڈ آفس کے مقابلے میں چھوٹی اور حقیر ہوتی ہے، تو اتنی بڑی اور وسیع دوزخ کے مقابلے میں نفس کی دوزخ کیا ہے؟ ارے اللہ سے تعلق بنا کر تو دیکھو کہاں خوابوں خیالوں کی دنیا میں پڑے ہوئے ہو، کیوں شک و شبہات کے اندھیروں میں پڑے ہوئے ہو، امیدوں کی خوشیوں اور امیدوں کے اسباب کی طرف آجاؤ، اللہ کا نام بہت بڑا نام ہے، ان کا نام لے کر تو دیکھو۔

اس لیے دوستو! ناامید مت ہو، پابندی سے اللہ کا نام لینا شروع کردو، جو لوگ محروم ہیں یا محروم ہوں گے یا محروم مرگئے یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اہل اللہ سے مشورہ نہیں کیا اور اگر مشورہ لیا مگر ان کے مشوروں پہ عمل نہیں کیا، اللہ کا نام نہیں لیا اور گناہوں سے پرہیز نہیں کیا۔ کیا پیر ہر جگہ پہنچ سکتا ہے؟ پیر تو کہے گا کہ تم یہ کام کرو اور یہ کام نہ کرو، مرشد کا کام تو صرف اتنا ہے ؎

راہ بر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہ رو کا کام ہے

تجھ کو مرشد لے چلے گا دوش پر
یہ تیرا راہ رو خیالِ خام ہے

یہ خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

---

[۲۱] صحیح البخاری: ۲/۹۸۵(۶۷۰۱)، باب الحلف بعزۃ اللہ وصفاتہ وکلامہ، المکتبۃ المظھریۃ

حسینوں کا عشق عذابِ الٰہی ہے

مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نظر بازوں پر ایک شعر فرمایا ہے اور اس شعر میں اپنا نام لیا ہے، اللہ والوں کا کمال یہی ہے کہ اپنے ہی کو گناہ گار کہتے ہیں، دوسروں کو نہیں کہتے، تو فرماتے ہیں ؎

عشقِ بتاں میں اسعدؔ کرتے ہو فکرِ راحت
دوزخ میں ڈھونڈتے ہو جنت کی خواب گاہیں

اِدھر اُدھر جھانک کر حسینوں کے عشق میں راحت تلاش کرتے ہو؟ ذرا شعر تو دیکھو! یہ ایک عالم، محدث اور اللہ والے کا شعر ہے، یہ حکیم الامت کے خلیفہ ہیں اور میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کے استاذ ہیں۔

فرماتے ہیں کہ اللہ کے قہر و عذاب میں تم چین تلاش کرتے ہو، خدا تمہاری کھوپڑیوں میں اور ہماری کھوپڑیوں میں عقلِ سلیم ڈال دے، یہ بہت بڑی گمراہی ہے، جو یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی راہوں سے حرام لذت کی چوریاں کرکے ہم چین سے رہ لیں گے، تو یاد رکھو کہ جب حرام لذت آتی ہے تو حلال کو بھی لے جاتی ہے، تمہاری جو بیویاں گھر میں ہیں بدنگاہی کی وجہ سے ان سے بھی محبت ختم ہوجائے گی۔

دیکھو ایک شخص کہیں سے کچھ چُراتا تھا اور اس کے پاس حلال کمائی ایک ہزار تھی، ایک دن دوسرے چور نے اس کی جیب کاٹ لی اور حرام کے ساتھ ساتھ وہ حلال کمائی بھی چلی گئی۔ اسی طرح یہ حرام لذتیں ہمارے گھر کے آرام و سکون کو بھی چھین لیں گی، اللہ تعالیٰ تو بہت سی نعمتیں دے رہے ہیں، انڈے کھا رہے ہو، پراٹھے کھا رہے ہو، چائے پی رہے ہو، مرنڈا پی رہے ہو، کتنی نعمتیں کھا رہے ہو، اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایمان کی نعمت سے نوازا، نماز کی توفیق دی اور اللہ والوں کی، اپنے پیاروں کی، اپنے دوستوں کی شکل عطا فرمائی تو کتنی نعمتیں دیں پھر پرائی چیز پر کیوں اپنا دل خراب کرتے ہو؟

www.khanqah.org

مسلمان بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی

اب ایک حدیثِ پاک عرض کرتا ہوں جس کے سنانے پر مسلمان خواتین مجھے زور دار ناشتہ بھجواتی ہیں۔ میں نے الٰہ آباد میں ایک عالم کے گھر میں اس حدیث کو بیان کیا، وہ عالم بھی وہاں موجود تھے کہ حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یارسول اللہ! جنت میں مسلمان بیویوں کا حسن زیادہ ہوگا یا حوریں زیادہ حسین ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اُمِ سلمہ! مسلمان عورتوں کا حسن حوروں سے کہیں زیادہ ہوگا۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا کہ بِعِبَادَتِهِنَّ وَبِصِيَامِهِنَّ وَ بِصَلَاتِهِنَّ ان کی نمازیں، ان کے روزے کہاں جائیں گے؟ حوروں نے تو نماز نہیں پڑھی، انہوں نے تو روزہ نہیں رکھا، حوروں نے بچہ نہیں جنا، حوروں نے شوہر کے ناز نخرے نہیں اُٹھائے، اَلْبَسَ اللهُ وُجُوهَهُنَّ النُّوْرَ[۲۲] اللہ عبادات کا نور عورتوں کے چہروں پر ڈال دے گا جیسے رضائی کے اوپر کے کپڑے اور نیچے کے استر میں فرق ہوتا ہے اتنا فرق ہوگا مسلمان بیویوں اور حوروں کے حسن میں۔ یہ حدیث آج ہی جا کر اپنی بیویوں کو سنا دو کہ اللہ تعالیٰ ایمان پر آپ کا خاتمہ نصیب فرمائے، تو جنت میں آپ حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جیسی بیوی دی ہے، ایمان والی ہے اس کی قدر کرو، ان کی خطاؤں کو معاف کرو اور ان سے مت لڑو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کی مثال ٹیڑھی پسلی کی سی ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

اَلْمَرْأَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا

اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عِوَجٌ[۲۳]

عورت ٹیڑھی پسلی کی طرح ہے، اگر تم ٹیڑھی پسلی سے فائدہ اُٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو، اگر اسے سیدھی کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ بیٹھو گے۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں لکھتے ہیں: فِيْهِ تَعْلِيْمٌ لِلرِّفْقِ بِالنِّسَاءِ اس میں خواتین کے ساتھ

---

۲۲ روح المعانی:۲۷/۱۳۶، دار احیاء التراث، بیروت

۲۳ صحیح البخاری:۲/۷۷۹ (۵۲۰۰)، باب المداراة مع النساء، المکتبة المظهرية

شفقت ورحمت اور محبت کی تعلیم ہے وَالصَّبۡرِ عَلٰی عِوَجِهِنَّ اور ان کے ٹیڑھے پن پر صبر کرنے کا حکم دیا گیا ہے لِضُعۡفِ عُقُوۡلِهِنَّ[۲۴] کیوں کہ ان کی عقل ضعیف و کمزور ہے، ان کی عقل آدھی ہوتی ہے، جلد غصہ آجاتا ہے۔ ذرا سوچو اگر تمہارے کسی بچے کی عقل کم ہو تو تم کیا اس پر غصہ کروگے؟

تو ہماری بیویوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سفارش فرمارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی سفارش نازل فرمائی وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ[۲۵] اپنی بیویوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آؤ۔ لہٰذا اللہ کی سفارش کو رد نہ کرو اور جب غصہ آئے اس آیت کو یاد کرلو۔ اللہ کی سفارش کو رد کرنے میں بہت خسارہ ہے، بہت گھاٹا ہے لہٰذا ان کی بندیوں پر رحم کرکے اللہ سے انعام لے لو۔ اس کی مثال بتاتا ہوں کہ ایک شخص کی بیٹی تیز مزاج والی ہے، غصے والی ہے۔ اس کی شادی کے بعد اب ماں باپ ہر وقت ڈر رہے ہیں کہ پتا نہیں غصے میں کیا کہے گی اور اپنے شوہر سے کتنے جوتے کھائے گی۔ ایک مرتبہ وہ داماد کے گھر مہمان ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی بیٹی نے بدتمیزی شروع کردی مگر شوہر نے اسے کچھ نہیں کہا، برداشت کرلیا، تو باپ نے سوچا کہ دیکھو مجھے اللہ تعالیٰ نے اتنا شریف داماد دیا ہے کہ میری نالائق بیٹی کو برداشت کررہا ہے تو سوچو کہ وہ اپنے داماد کو کیسی دعا دے گا اور اس کو کیا کیا انعام دے گا۔ ربا بھی ایسے ہی ہیں کہ جو اُن کی بندیوں کے ساتھ نباہ کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو اِلہام ہوا کہ اگر تم تلخ کلام والی فلاں عورت سے شادی کرلو تو تم کو میں اپنے قرب و محبت سے نوازدوں گا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور اسی کی برکت سے کہاں سے کہاں جا پہنچے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہماری بیوی نے ہماری عزت کو نقصان پہنچا دیا، ہم سے لڑجاتی ہے تو عزت کے بارے میں بھی سن لو۔ کیا ہماری آپ کی عزت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَغۡلِبۡنَ کَرِیۡمًا یہ عورتیں کریم شوہر

---

[۲۴] ارشادالساری للقسطلانی:۸/۸۷، باب الوصایا بالنساء، المطبعۃ الکبرٰی، مصر

[۲۵] النسآء:۱۹

پر غالب ہو جاتی ہیں یعنی تو تو، میں میں بھی کر لیتی ہیں، کریم کہتے ہیں جو نااہل پر بھی مہربانی کر دے وَیَغْلِبُھُنَّ لَئِیْمٌ اور کمینے شوہر اپنی مار دھاڑ سے، گالی گلوچ سے، ڈنڈوں سے ان پر غالب ہو جاتے ہیں، لئیم، کریم کی ضد ہے۔ تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جن کو اللہ نے دونوں جہاں کی عزت دی ان کا ارشادِ گرامی ہے فَاُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ کَرِیْمًا مَغْلُوْبًا میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں مغلوب رہوں اپنی بیویوں سے۔ یہ زبان سے چاہے کچھ کہیں، اپنے مطالبات میں تھوڑی سی تیزی بھی کر لیں لیکن میں ان پر کرم اور مہربانی ہی کرتا رہوں گا۔ وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ لَئِیْمًا غَالِبًا[۲۶] میں ان پر کمینہ بن کر غالب ہونا پسند نہیں کرتا۔

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے، ازواجِ مطہرات اپنے سالانہ خرچہ کے سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہی تھیں، کچھ تھوڑا سا ناز کا لہجہ تھا، اسے بدتمیزی نہیں کہیں گے، عورتوں کو اپنے شوہروں سے ناز کرنے کا حق حاصل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تم مجھ سے روٹھ جاتی ہو تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کو کیسے پتا چلتا ہے؟ فرمایا کہ جب تم مجھ سے روٹھتی ہو تو کہتی ہو وَرَبِّ اِبْرَاھِیْمَ ابراہیم کے رب کی قسم اور جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو وَرَبِّ مُحَمَّدٍ[۲۷] محمد کے رب کی قسم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے معلوم ہوا کہ روٹھنا بھی شانِ محبوبیت کی علامت ہے۔

تو دوستو! جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے تو ہماری ماؤں کی تھوڑی سی آواز ناز کی وجہ سے، محبوبیت کی شان کی بنا پر بلند ہو گئی تھی اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سے کریمانہ گفتگو فرما رہے تھے، اپنے کریم ہونے کا ثبوت پیش کر رہے تھے، قیامت تک کے لیے لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اس طرح کی زندگی گزارو، کیوں کہ نبی کا ہر عمل ہماری راہ نمائی کے لیے آفتاب ہے۔ تو

---

۲۶ روح المعانی:۸/۱۴،دار احیاء التراث،بیروت

۲۷ صحیح البخاری:۲/۷۸۰،باب غیرۃ النساء ووجدھن،المکتبۃ القدیمیۃ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے ہی داخل ہوئے سب خاموش ہو گئیں کیوں کہ ان کی ہیبت بہت زیادہ تھی۔ تاریخ میں ہے کہ یہ جارہے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے پیچھے تھے، انہوں نے مڑ کر ایک نظر دیکھا تو سب صحابہ گھٹنے کے بل گر گئے، ان میں شانِ ہیبت بہت تھی لہٰذا سب اُمہات المؤمنین انہیں دیکھ کر خاموش ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ نبی سے نہیں ڈرتی ہیں اور عمر سے ڈرتی ہیں، ابھی تو خوب آواز آرہی تھی اور اب ایک دم سے خاموش ہو گئیں تو ہماری ماؤں نے کیا شاندار جواب دیا کہ اے عمر! تم سخت دل ہو جبکہ ہمارے نبی رحمۃ للعالمین ہیں، سراپا رحمت ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اللہ کے بندوں پر رقیق القلب، رحیم المزاج اور حلیم الطبع ہو جاؤ۔ پھر دیکھو کتنا جلد سلوک طے ہوتا ہے، کتنے جلد اللہ کے قریب ہوتے ہو اور ولی اللہ بنتے ہو، مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرو، ان پر رحم کرو، ان کے دُکھ درد میں کام آؤ، خون کے رشتوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور بیوی کے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک بھی صلہ رحمی میں داخل ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْمُرَادُ بِالْاَرْحَامِ الْاَقْرِبَاءُ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَ مِنْ جِهَةِ النِّسَاءِ[۲۸] بیویوں کی طرف سے جو رشتے ہیں یعنی ساس، سسر یہ سب بھی صلہ رحمی میں داخل ہیں، ان کا بھی وہی حق ہے جو سگے ماں باپ کا ہے اور برادرِ نسبتی کا سگے بھائی جیسا حق ہے۔

دیکھو تفسیر روح المعانی پیش کررہا ہوں۔ اس طریقے سے سلوک جلد طے ہوتا ہے، لوگ تہجد اور تسبیحات تو بہت پڑھتے ہیں لیکن گھر میں چین سے نہیں ہیں، جہاں دیکھو وظیفوں کی بھرمار ہے لیکن ڈنڈے گالی کی بھی بھرمار ہے۔ عزیزوں سے، پڑوسیوں سے، بال بچوں سے ہر وقت غصے ہورہے ہیں، کیا کہیں۔ بزرگوں سے مشورہ کرو کہ کہاں کس موقع پر کیا کرنا چاہیے۔

خواتین کو شوہروں کے اکرام کی نصیحت

خواتین کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر کا اِکرام کریں اور ان کی نہایت ہی عظمت کریں

---

۲۸ روح المعانی: ۱۸۵/۴، النسآء(۱)، دار احیاء التراث، بیروت

کیوں کہ عورت لاکھ عبادت کرے، لاکھ تسبیح پڑھے لیکن اگر شوہر ناراض ہو گا تو اس پر رات بھر خدا کی لعنت برسے گی، اللہ کی رحمت نہیں ملے گی چاہے لاکھ تہجد پڑھتی ہو۔ اور شوہر کے سوا بیوی کے کوئی کام بھی نہیں آتا، نہ ماں کام آتی ہے، نہ باپ کام آتا ہے، نہ بھائی کام آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بیویوں کے لیے شوہر ہی کے ساتھ ساری زندگی کے گزارنے کا انتظام کیا ہے۔ جن لوگوں نے اکڑفوں کر کے بیویوں کو الگ کر دیا تو ساری زندگی ان کی بہنیں اور ان کی بیٹیاں بھی مصیبت میں رہیں اور بے عزت رہیں۔

دوستو! یہ بات اس لیے عرض کرتا ہوں کہ بیویوں کو بھی چاہیے کہ اپنے شوہر جس سے تم ہزاروں آرام اُٹھاتی ہو اگر اس سے کبھی تکلیف بھی پہنچ جائے، کیوں کہ وہ بھی انسان ہی تو ہے لہٰذا اگر اس سے کبھی غصے کی کوئی بات ہو جائے تو اس کو برداشت کرو۔ کیا وجہ ہے کہ جس کے ہاتھ سے ہر وقت روح افزا پی رہی ہو اگر کبھی ذرا سی کڑوی دوا پلا دی تو ناراض ہو گئیں، لہٰذا اس کی کڑوی بھی کبھی برداشت کرلو اور ایک وظیفہ بھی بتائے دیتا ہوں یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ یہ اللہ تعالیٰ کے چار نام ہیں، اگر افسرِ اعلیٰ ستارہا ہو یا نیچے کا کوئی کلرک اوپر والے کو ستارہا ہو، کسی کی بیوی ستارہی ہو یا کسی کا شوہر تیز مزاج کا ہے اور بیوی کو پریشان کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہ چار نام پڑھ کر دیکھو، اس کی برکت سے کسی سے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، ان ناموں کی برکت سے دل نرم ہو جاتا ہے۔

جب مکے شریف سے مدینے شریف جائیں تو جگہ جگہ شرطے انکوائری کرتے ہیں، سب چیزیں دیکھتے ہیں اور ذرا سی غلطی پر روک لیتے ہیں۔ تو ہماری سب چیزیں درست تھیں لیکن وہ شاہی لوگ ہیں، وہاں ڈر ہی لگتا ہے، بعض لوگ تو چھوڑ دیتے ہیں لیکن بعض لوگ سختی کرتے ہیں کیوں کہ شاہی مزاج ہے۔ لہٰذا میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہمیں فرماتے تھے کہ بھئی پولیس چوکی آرہی ہے جلدی پڑھو یَا سُبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ الحمد للہ! حضرت کی بتائی ہوئی دعا کی برکت سے کوئی پریشانی نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ ہمارے سید عشرت جمیل میر صاحب جب بس میں داخل ہوئے تو ان سے کسی نے پاسپورٹ ہی نہیں مانگا کیوں کہ احرام میں تھے اور احرام بھی گرمی کی وجہ سے گرا

www.khanqah.org

ہوا تھا اور سینے کے سب بال نظر آرہے تھے، سینے پر صحرائے سینائی نظر آیا اور پیٹھ پر چھاتہ بردار تو شرطے نے کہا یا شیخ الاسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا اور ان کا پاسپورٹ نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب بہت ہنسے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کے ان چار اسماء کو پڑھو، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے آپ کو اپنے بڑوں سے پیار ملے گا۔

میرے شیخ جب یہاں کراچی آتے ہیں تو میں بھی ان اسمائے حُسنیٰ کو پڑھتا ہوں، ہر آدمی اپنے بڑوں کے سامنے یا جس سے کوئی کام ہو اس کے لیے ان اسماء کو پڑھے پھر دیکھو کہ مخلوق کے دل کس طرح نرم ہو جاتے ہیں۔ ان چاروں ناموں کو پڑھنے کی تعداد کچھ نہیں ہے جتنا چاہو پڑھو اور اگر مستقل طور پر کوئی مصیبت ہے، کوئی ستارہا ہے تو ہر فرض نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھ کر یوں کہو کہ اے اللہ! اپنے ان ناموں کے صدقے میں جو مجھ کو ستارہا ہے اس کا دل نرم کر دیجیے، اس کو مجھ پر شفیق ومہربان کر دیجیے۔ بس اب دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، اس مجلس کو اللہ اپنی رحمت سے قبول فرمالے۔ یا اللہ! جو لوگ یہاں آرہے ہیں خواتین ہیں یا ہمارے دوست احباب ہیں یا اللہ! ہم سب کی اپنی رحمت سے اصلاح فرمادے، یا اللہ! ہم سب کا تزکیہ فرمادے، یا اللہ! ہم سب کو گناہوں سے نفرت اور کراہت نصیب فرمادیجیے اور ہم سب کو تقویٰ نصیب فرمادیجیے، یا اللہ! ہماری جانوں کو جذب فرما کر اپنا بنالیجیے، یا اللہ! اسبابِ معصیت سے ہمیں دوری اور تحفظ نصیب فرمائیے، ہم سب کو اور خواتین بہنوں کو، بیٹیوں کو، ماؤں کو سب کو اللہ اپنا بنالیجیے۔ یا اللہ! ہم سب کو اولیائے صدیقین اور اپنے دوستوں میں شامل فرما اور ان کے اخلاق اور اعمال ویقین نصیب فرما، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کرلیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کرلوں جس سے مغفرت ہوجائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کرلے۔"

❁❁❁❁

www.khanqah.org

جس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں سے نوازتے ہیں اس کا غم بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ حالتِ غم میں بھی شریعت کے احکام پر اللہ کی رضا کے لیے عمل کرتا ہے چناں چہ اس پر اللہ تعالیٰ کی وہ رحمت نازل ہوتی ہے جو اس کے غم کو ہلکا کر دیتی ہے۔ غم سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے انسان کو تکلیف ہو، چاہے کسی مصیبت اور بیماری سے ہو یا کسی گناہ مثلاً نامحرم سے نظر بچاتا ہو۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے وعظ ''دلِ شکستہ کی قیمت'' میں بیان فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی حسین شکل سے نظر بچاتا ہے تو اس عمل سے قلب کو تکلیف پہنچتی ہے، دل کہتا ہے کہ اس حسین کو دیکھ لو اور عقل کہتی ہے کہ اس سے نظر کی حفاظت کرنا اللہ کا حکم ہے۔ چناں چہ اس کشمکش سے قلب کو نہایت تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت اقدس نے قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ جو دل اللہ کے لیے غم اٹھاتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے وہ عظیم الشان انعامات عطا فرماتے ہیں جن کو کوئی احاطۂ تحریر و بیاں میں نہیں لا سکتا۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری